سکینہؑ جاگ سکینہؑ

286

سکینہؑ جاگ سکینہؑ ، سکینہؑ جاگ سکینہؑ
سر بابا کا آیا ہے جو گذری اُن سے کہنا

شامِ غریباں کی جاگی ہو، شمر کے ڈر سے اب سوتی ہو
دروازہ کھلا زنداں کا گھر جا کے اب تو سونا

خون بھرا کُرتا میں بدل دوں، بالوں سے یہ گرد ہٹا دوں
اِس خون بھرے چہرے کو اب اشکوں سے نہ دھونا

نیل طمانچوں کے دکھلانا ، زخم رسن کے اب نہ چھپانا
اب وقتِ رہائی آیا جی کھول کے ماتم کرنا

اب کوئی کنیزی میں تم کو ، مانگے گا نہیں اُٹھ جاؤ
سر پر ہے علم کا سایہ بے چادر گھر نہ جانا

مانا کہ زخم ہیں گہرے ، ہیں رات کے بعد سویرے
اب جا کے کرب و بلا میں غازی کو حال سنانا

زنداں میں ہے مجلس جاری ، ہونے لگی پرسا داری
بنیادِ عزا رکھ دی ہے ماتم ہوگا روزانا

اب بند نہ ہوگا پانی ، اے کمسن اے زندانی
اُٹھ پونچھ لے اپنے آنسو بی بی نہ اشک بہانا

خط صغراؑ کا آیا ہے ، بیمار نے یہ پوچھا ہے
پردیس سے گھر کی جانب کب ہوگا سکینہؑ آنا

ماں شانہ ہلا کر بولی ، شہزادی نیند ہے کیسی
میں کہتی ہوں اُٹھ جاؤ کیوں تم نے کہا نہ مانا

ریحانؔ وہ غم کی ماری ، ماں روتی رہی نہ جاگی
لوری تھی اجل کی ایسی مشکل ہوا اب یہ کہنا